ڈاکٹر عبدالستار ملک

استاد شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

اردو رسم الخط پر اعتراضات: تنقیدی مطالعہ

ABSTRACT

This article examines some of the objections to Urdu script.Urdu script in its nature is Perso-Arabic script.It has the same advantages and disadvantages as in these scripts.However, unlike Perso-Arabic script ,Urdu script is objected by highlighting its drawbacks and changes are suggested.In fact,the script of any language in the world is not complete and flawless in its structure.Even the International Phonetic script ,which experts claim to cover the sound of all languages,is also not complete in structure.As one tries to complete it,the number of letters and symbols increases.No script can accurately translate pronunciation,and even if the problem of pronunciation is solvesd ,it is impossible to show the variety and differences of accent. Urdu script is not in the early and formative stages, so any change in it at this stage in nothing but chaos.

Key Words: Objections on Urdu Script, Names of Alphabets, Numbers of Alphabets, Sequence of Alphabets

زبان اور رسم الخط لازم وملزوم ہیں اور ان میں جسم وجان کا رشتہ ہے۔اس لیے ایک رسم الخط کو چھوڑ کر دوسرا رسم الخط اپنانا بہت مشکل کام ہے۔چوں کہ املا اور رسم الخط لوگوں کے حافظے کی شکل میں ماضی کی کلید ہوتے ہیں اس لیے بار بار ترمیم واضافے سے الفاظ اپنی تاریخ سے کٹ کر بے جان ہو جاتے ہیں اور ان میں وہ تاثیر نہیں رہتی جو صدیوں کے عمل کے بعد حاصل ہوتی ہے۔اس تبدیلی سے علمی وادبی سرمائے کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے خرابیوں اور ماہرین کے اصرار کے باوجود رومن رسم الخط کو تبدیل نہیں کیا جاسکا۔اردو زبان کی طرح اس کا رسم الخط بھی ناقدین کی مشق ستم کا شکار ہے۔ایک تسلسل سے اردو رسم الخط پر اعتراضات کیے جاتے رہے اور اس کی خامیاں گنوا کر اس میں تبدیلی کی سفارشات کی جاتی رہیں۔ان اعتراضات کی ایک طویل فہرست ہے۔ذیل میں چند اعتراضات کا محاکمہ مقصود ہے،تاکہ واضح ہو سکے کہ یہ اعتراضات کس حد تک قابل عمل ہیں۔

ا۔حروف کے نام :

اُردو رسم الخط پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حروف کے نام غیر صوتی ہیں اور حرف وصوت میں کوئی مطابقت نہیں۔حقیقت یہ ہے کہ اردو کے حروف صوتی نہیں بلکہ روایتی اور املائی ہیں۔اُردو کے حروفِ تہجی اگرچہ اسمائی ہیں لیکن حرف کی آواز شروع میں موجود ہے۔تاہم اُردو کے حروفِ تہجی کی بڑی تعداد حرف کی تعریف پر پورا نہیں اُترتی کیوں کہ ایک حرف کا منصب یہ ہے کہ وہ آواز کی پوری نمائندگی کرے۔اُردو کے مروج ۵۳ حروفِ تہجی میں :

آ ب پ ت ٹ ث چ ح خ رے ڑے زے ژے ط ظ ف ہ ی ے حرف کی مفرد آواز کی نمائندگی کرتے ہیں۔اسی طرح تمام ہائیہ حروف بھ پھ تھ ٹھ جھ چھ دھ ڈھ رھ ڑھ کھ گھ لھ مھ نھ کے ناموں سے اُن کی آوازیں براہ راست نمایاں ہوتی ہیں۔

اِن تمام حروف کو حرفِ علت کی آواز کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔عربی میں ان کے ساتھ الف لگا کر تلفظ کرتے ہیں۔جیسے با تا ثا وغیرہ جب کہ فارسی،اُردو میں ''یائے مجہول''(ے) پر توڑتے ہیں۔صرف ط ظ میں ے کے ساتھ و بھی شامل ہو جاتا ہے۔باقی ۱۹ حروف اسمائی ہیں۔اِن کے نام غیر متعلقہ آوازوں پر مشتمل ہیں، جو حرف کی پہلی آواز کے ساتھ شامل ہو جاتی ہیں۔یہ حروف ابتدائی تدریس میں دشواری کا باعث بنتے ہیں اور صوتی طریقے سے اِن کی تدریس نہیں ہو سکتی۔مثلاً الف جیم دال ڈال ذال سین شین صواد ضواد عین غین قاف کاف گاف لام میم نون واؤ ہمزہ۔اگرچہ یہ حروف اسمائی ہیں لیکن حرف کی آواز شروع میں موجود ہے۔جس سے کسی قدر پہچان میں آسانی ہو جاتی ہے۔حرف ''ہمزہ'' کے نام اور آواز میں کوئی مناسبت نہیں لیکن چوں کہ یہ واحد حرف ہے ،اِس لیے پڑھنے والے کو باآسانی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ کس آواز کی نمائندگی کرتا ہے۔بہر حال حروفِ تہجی کے ناموں کی ادائیگی میں یہ نقص موجود ہے۔تاہم اِس قسم کے نقائص اکثر زبانوں میں ہیں۔عربی اور فارسی بھی اِنھی نقائص کے باوجود ترقی کر رہی ہیں۔بعض زبانوں کے حروفِ تہجی میں اسمی عیب اِس قدر بڑھ کر ہے کہ اِن کی ابتدائی آواز اصل آواز سے کوئی نسبت نہیں رکھتی۔مثلاً انگریزی میں F,H,L,M,N,Q,R,S,W,X,Y کے ناموں کی ابتدائی آوازوں کا اِن صوتیوں سے کوئی تعلق نہیں۔غلام ربانی مجال نے آواز کی مناسبت سے اُردو حروفِ تہجی کو تین گروہوں میں تقسیم کیا ہے :

دو حرفی:

بے/با، پے، تے/تا، ٹے، ثے/ثا، چے، حے/حا، خے/خا، رے/را، زے/زا، ژے، فے/فا ہے(ہ، ہا)/ھا، ھے، یے/یا، یے

سہ حرفی :

الف، جیم، دال/دا، ڈال، ذال/ذا، اڑے، سین، شین، صاد، ضاد، طوئے/طا، ظوئے/ظا، عین، غین، قاف، گاف، لام، میم، نون، واؤ۔

جو حروف اُردو میں سہ حرفی مگر عربی میں دو حرفی ہیں، وہ ہماری بحث میں عربی طریق سمجھے جائیں۔

چار حرفی :

ہمزہ:

ٹ، ڈ، ڑ تو سنسکرت سے ہیں اور پ چ ژ گ ہا اور ے ساتوں فارسی سے آئے ہیں۔ باقی حروفِ تہجی عربی سے آئے ہیں۔[1]

اُردو پر یہ اعتراض دیوناگری حروفِ تہجی کے تلفظ پیشِ نظر پیدا ہوتا ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ صوتی اعتبار سے دیوناگری رسم الخط بدرجہ اُتم مکمل ہے اور آوازوں کی پوری نمائندگی کرتا ہے۔ لیکن سید مسعود حسن رضوی ادیب کے مطابق یہ خیال غلط فہمی پر مبنی ہے۔

بعض لوگ اُردو کے ناموں پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حروف مفرد آوازوں کی علامتیں ہیں، اُن کے ناموں کا کئی کئی آوازوں سے مرکب ہونا درست نہیں۔ مثلاً اَ کی آواز ظاہر کرنے والے حرف الف نام رکھنا مناسب نہیں۔ اُن کا خیال ہے کہ ناگری میں جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے، وہ درست ہے کہ حرف جس آواز کو ظاہر کرتا ہے، وہی آواز اِس حرف کا نام ہے۔ مثلاً اَ کی آواز کے لیے جو حرف ہے، اُس کا نام بھی اَ ہے. یہ اعتراض ایک غلط فہمی پر مبنی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُردو الف، اَ کی آواز کا نام نہیں ہے بلکہ اِس علامت کا نام ہے جو اِس آواز کو ظاہر کرتی ہے۔ جو اَ، آ، اِ، اِی، اُ، اُو، اِے، اَے، اُو، اَو میں مشترک ہے۔ یہ سب صورتیں ایک ہی آواز کی مختلف حرکتوں سے پیدا ہوئی ہیں۔ اِس مجرد آواز کی علامت اَ ہے اور اِس علامت کا نام الف ہے۔ یہی حالت اور سب حرفوں کی ہے۔ مثلاً میم کہ یہ مَ کا نام نہیں ہے بلکہ اُس علامت کا نام ہے جو اُس آواز کو ظاہر کرتی ہے جس سے اِن لفظوں کی ابتدا ہوتی ہے۔ من،

ماش، مِس، میرِ، مل، موٹھ، میخ، مَیل، موچ، موج، یہ سب الفاظ ایک ہی آواز سے شروع ہوتے ہیں لیکن اِس کی حرکت ہر جگہ مختلف ہے۔ اس طرح اس ایک آواز کی دس صورتیں ہوگئی ہیں۔ اِن میں صرف پہلی صورت کو مَ کہنا درست ہے۔ زیادہ سے زیادہ دوسری صورت کو بھی مَ کہہ لیجیے۔ اِس لیے کہ مَ کی حرکت کو کھینچنے ہی سے مَا بن جاتا ہے۔ اِن دو صورتوں کو چھوڑ کر باقی آٹھ صورتوں کو مَ کہنا اور یہ دعویٰ کرنا کہ ناگری میں حرفوں کی جو آوازیں ہیں، وہی اُن کے نام ہیں، کہاں تک درست ہے ؟۔۔۔ ناگری میں ساکن آوازیں نظر انداز کردی گئی ہیں اور زبر کی حرکت ہر آواز کی فطری حرکت مان لی گئی ہے۔ اِسی وجہ سے آوازوں کے ایسے نام رکھے گئے ہیں جن سے زبر کی حرکت ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن چوں کہ ہندی میں بھی ہر آواز دس مختلف حرکتیں اختیار کرسکتی ہے، اِس لیے وہ نام بیش تر حالتوں میں آوازوں سے مطابقت نہیں رکھتے۔[۲]

چند دیگر ماہرین کی آرا ملاحظہ کیجیے۔ بقول عتیق احمد صدیقی:

اُردو حروفِ تہجی کی بنیاد جس اصول پر مبنی ہے اسے انگریزی میں (Acrophony) کہا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی لفظ کے شروع کی آواز کو لے کر باقی حصہ حذف کردیا جائے۔ اُردو حروفِ تہجی کی بنیاد مفرد آوازوں پر نہیں بلکہ الف، بے، جیم، دال، عین وغیرہ پورے اور بامعنی الفاظ تھے۔ ان کی ابتدائی آواز کو حرف مقرر کرلیا گیا۔ اس طرح پورے حرف تہجی اس اصول کے پابند ہیں۔ اس سے اُردو کے حروف اور ان کی آوازوں کا رشتہ سمجھنے میں بڑی سہولت ہے۔ رومن رسم الخط میں TKDE وغیرہ میں ابتدائی آواز حرف کی صوت مقرر ہوئی، جب کہ SIF وغیرہ میں ابتدائی نہیں بلکہ آخر کی آواز حرف کی آواز ہے۔ WH وغیرہ کی آوازیں ان علامتوں میں کہیں بھی شامل نہیں۔ اس طرح پورے حروفِ تہجی کسی اصول کی پابندی کرتے نظر نہیں آتے۔ ناگری حروفِ تہجی میں تمام مصمتوں کے ساتھ مصوتے ملحق ہوتے ہیں جن کو علیحدہ کرنے کے لیے درام ایجاد کیا گیا لیکن عموماً اِس کا استعمال نہیں ہوتا۔[۳]

مسعود حسن رضوی ادیب کے مطابق:

"اُردو میں دنیا کی اور زبانوں کی طرح متحرک اور ساکن دونوں طرح کی آوازیں ہیں اور حروف غیر متحرک آوازوں کی علامتیں ہیں۔ اِس لیے حرفوں کے نام ایسے رکھے گئے ہیں جو آوازوں کی کسی حرکت کو ظاہر نہیں کرتے۔"[۴]

بقول ڈاکٹر ابو محمد سحر:

"اگر اُردو حروفِ تہجی کے موجودہ ناموں کو بدل دیا جائے اور حلقی اور صوتی اعتبار سے اُن کا تلفظ متعین کیا جائے تو اُن کو زبر، زیر اور پیش میں سے کسی ایک اعراب کا تابع کرنا پڑے گا۔ ایسی صورت میں اُردو رسم الخط کو اِسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا جو دیوناگری رسم الخط میں درپیش ہے۔"[۵]

مندرجہ بالا آرا کی روشنی میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اردو رسم الخط میں بھی وہی خامی ہے، جو دیگر بڑی بڑی زبانوں کے رسم الخط میں ہے۔ اس لیے حروف تہجی میں تبدیلی بڑے لسانی حادثے کو دعوت دینے کے مترادف ہے، جس کی یہ زبان اس وقت متحمل نہیں ہو سکتی۔

ب۔ حروفِ تہجی کی تعداد زیادہ ہے اور نقطوں کی بھرمار ہے:

اُردو رسم الخط پر یہ بھی اعتراض ہے کہ اُردو حروفِ تہجی کی تعداد زیادہ ہے، جس کی وجہ سے اِس کے سیکھنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اُردو حروفِ تہجی کی تعداد دوسری کئی زبانوں کے مقابلے میں زیادہ ہے لیکن یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ اُردو جامع الاصوات زبان ہے۔ اِس کا رسم الخط بھی اِسی جامعیت کا حامل ہے اور تقریباً دنیا کی تمام بڑی زبانوں کی آوازوں کو ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اردو لغت بورڈ کے فیصلے کے مطابق مفرد حروف کی تعداد ۳۸ ہے۔

ا آ ب پ ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ذ ر ڑ ز ژ س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک گ ل م ن و ہ ء ی ے۔

جہاں تک ہائیہ حروف کی تشکیل کا تعلق ہے صرف ھ کے اشتراک سے سارے حروف بنائے جا سکتے ہیں:
بھ پھ تھ ٹھ جھ چھ دھ ڈھ رھ ڑھ کھ گھ لھ مھ نھ۔ بہت سے حروف ہم شکل اور باہم مشابہ ہیں۔ جن میں نقطوں اور علامات کا خفیف سا فرق ہے۔ صرف ایک تہائی بنیادی حروف سیکھ لیں تو باقی حروف کی شناخت اور لکھائی آسان ہو جاتی ہے۔ درج ذیل مثالیں اِس حقیقت کی دلیل ہیں۔ ماہرینِ زبان نے اُردو کے اساسی حروف کی نشان دہی کی ہے۔ مثلاً ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے بقول:

اُردو حروفِ تہجی کی تعداد زیادہ سہی لیکن تعداد کی زیادتی کے باوجود اُن کا بنانا اور اُن پر قابو پا لینا آسان ہے، نیچے لکھے ہوئے حروفِ تہجی کو غور سے دیکھیے :

۱۔ ا	۲۔ ب،پ،ت،ٹ،ث
۳۔ ج،چ،ح،خ	۴۔ د،ڈ،ذ
۵۔ ر،ڑ،ز ژ	۶۔ س،ش
۷۔ ص،ض	۸۔ ط،ظ
۹۔ ع،غ	۱۰۔ ق
۱۱۔ ک،گ	۱۲۔ ل
۱۳۔م	۱۴۔ ہ
۱۵۔ی	

اِن میں صرف پندرہ شکلیں بنیادی ہیں۔اگر بچہ اِن پندرہ حروف پر قابو پاجائے تو وہ اِن کی مدد سے سارے حروف خود بخود بنالے گا۔اِس لیے کہ باقی حروف صرف نقطوں یا مرکز کے اضافے سے بن جاتے ہیں۔اگراس میں دوچشمی (ھ) کااضافہ کردیاجائے تو کل تعداد ۱۶ ہو جاتی ہے۔[۶]

ڈاکٹر مرزا خلیل احمد بیگ کے نزدیک بنیادی شکلوں کی تعداد ۱۹ ہے۔جن میں ہر بنیادی شکل حروف کے ایک پورے گروپ کی نمائندگی کرتی ہے اور بقیہ حروف اِنھیں شکلوں میں نقطوں، کشش اور ط کی علامت کے اضافے سے تشکیل پاتے ہیں۔اُردو حروف کے ۱۹ گروپ قرار دیے جاسکتے ہیں۔اِن میں سے ہر گروپ کے حروف کی ایک بنیادی شکل ہو گی۔اِن ۱۹ بنیادی شکلوں کی شناخت سے اُردو کے ۳۶ حروف کی شناخت بآسانی کرائی جاسکتی ہے۔اِن بنیادی شکلوں کو ہم اُردو حروفِ تہجی کی اساسی شکلیں بھی کہہ سکتے ہیں۔انھیں محض 'اساسی حروف' بھی کہاجاسکتاہے۔۱۹ اساسی حروف کے علاوہ بقیہ جو ۱۷ حروف ہیں۔وہ نقطوں اور مرکز کے اضافے سے تشکیل پاتے ہیں۔اِن حروف کی ظاہری ہیئت وہی رہتی ہے جو اساسی حروف کی ہے۔

نمبر شمار	حروف کے گروپ	اساسی حروف	نمبر شمار	حروف کے گروپ	اساسی حروف
۱۔	ا	ا	۱۱۔	ق	ق
۲۔	ب،پ،ت،ٹ،ث	ب	۱۲۔	ک،گ	ک

۳۔	ج،چ،ح،خ	ح	۱۳۔	ل	ل
۴۔	د،ڈ،ذ	د	۱۴۔	م	م
۵۔	ر،ڑ،ز،ژ	ر	۱۵۔	ن	ن
۶۔	س،ش	س	۱۶۔	و	و
۷۔	ص،ض	ص	۱۷۔	ہ	ہ
۸۔	ط،ظ	ط	۱۸۔	ی	ی
۹۔	ع،غ	ع	۱۹۔	ے	ے[۷]
۱۰۔	ف	ف			

ڈاکٹر اسلم پرویز کے مطابق:

ملنے والے حروف کے اعتبار سے اُردو حروف تہجی کی پندرہ بنیادی شکلیں اس طرح ہیں: ب ں ی ح د ر س ص ع ف ق ک ل م ہ[۸]

پروفیسر نعیم خیالی کے نزدیک :

اُردو تحریر و کتابت میں مختصر نویسی ایک خاص صفت ہے۔ یہ صفت اُردو حروف کی مختصر ترکیبی شکلوں سے پیدا ہوتی ہے۔ ترکیبی اَشکال کے لحاظ سے اُردو حروف کو مندرجہ ذیل گروہوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

۱۔ شوشہ دار:	ب پ ت ٹ ث ن ي	=۷
۲۔ سرے دار:	ج چ ح خ س ش ص ض ع غ ف ل ک گ م	=۱۶
۳۔ مسلمہ:	ا ط ظ ی ے بھ پھ تھ ٹھ جھ چھ دھ ڈھ رھ ڑھ کھ گھ لھ مھ نھ	=۲۰
۴۔ متغیرہ:	د ڈ ر ڑ ز ژ ہ	=۸

میزان: =۵۱ [۹]

سید قدرت نقوی لکھتے ہیں:

"اُردو حروف تہجی کی ترتیب میں یہ التزام ہے کہ ہم شکل اور ہم قافیہ حروف کے ساتھ ساتھ ہیں تاکہ نقاط کے تغیر و تبدل سے ایک دوسرے کو بآسانی شناخت کیا جاسکے، یہ ایک خوبی ہے جس میں جمالیاتی وشعری ذوق کی تسکین موجود ہے۔ یہ حروف تہجی آسمانی ہیں لیکن ہر اسم اپنے مسمیٰ کی آواز کا بھی حامل ہے۔ (یعنی نام ہونے کے باوجود حرف کی آواز شروع میں موجود ہے جیسے الف، بے، جیم، دال وغیرہ ۔ اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو اس میں بنیادی اشکال یہ ہیں: اب ج د ر س ش ص ط ع ف ق ک ل م ن وہ ھ ء ی ے۔ ان بائیس اشکال میں سے بھی ش، ء، ے کو نکالا جاسکتا ہے۔ 'س' پر نقطے لگا کر 'ش' بنایا جاسکتا ہے۔ 'ع' کے سرے سے 'ہمزہ' اور 'ی' سے 'ے' کا تصور دلایا جاسکتا ہے۔ غرض اتنی کم بنیادی اشکال کسی زبان کے حروف تہجی میں نہیں پائی جاتیں کہ جن کے ذریعے مکمل اور جامع رسم الخط بنالیا گیا ہو اور جو اصوات کی بہترین نمائندگی بھی کرتا ہو۔"[10]

راقم کے خیال میں مماثلت کی بنا پر حروفِ تہجی کے مندرجہ ذیل گروپ بنائے جاسکتے ہیں۔

(i)۔ کھڑی لکیر / عمودی خط: ام

(ii)۔ پڑی لکیر / افقی خط: ب پ ت ٹ ث ف ے

(iii)۔ عمودی خط / افقی خط: ک گ

(iv)۔ ترچھی لکیر / ترچھا خط: ر ز ژ

(v)۔ نیم دائرہ: د ذ

(vi)۔ نیم دائرہ (دامن نما): ن ل ق ی

(vii)۔ دندانہ اور دائرہ: س ش

(viii)۔ ہلالی دائرہ: ج چ ح خ ع غ

(ix)۔ آنکھ (یک چشمی حروف): ص ض ط ظ ٹ، ڈ ڑ

(x)۔ دوچشمی ھ: بھ، پھ، تھ، ٹھ، جھ، چھ، دھ، ڈھ، رھ، ڑھ

یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس رسم الخط میں نقطوں کی بھرمار ہے۔ در حقیقت یہ اُردو رسم الخط کا نقص نہیں بلکہ خوبی ہے۔ نقطوں کا استعمال حروف کی تعداد میں کمی کر دیتا ہے۔ مثلاً ب، ح، د، ر، س، ص، ط، ع، ف۔ اِن میں صرف نقطوں کے اضافے سے پ ت ث ج چ خ ذ ز ژ ش ض ظ غ ق۔ چودہ حروف کا اضافہ کر لیا گیا ہے۔ اسی طرح نقطے کی جگہ ''ط'' کے استعمال سے تین ہکاری آوازوں کے لیے ٹ ڈ ڑ کا اضافہ کیا گیا ہے اور اِسی اصول پہ ک پر ایک کشش لگا کر کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح چونکہ س ش ص ض ق کے دائرے یکساں ہیں۔ اس لیے دائرہ کے اندر ایک نقطہ دے کر 'ن' کا اضافہ کر لیا گیا ہے۔ رسم الخط کا یہ اسلوب ایشیا اور افریقہ کے بہت سے ممالک میں رائج ہے۔ جو اس کی مقبولیت کا ثبوت ہے۔

ج۔ اُردو حروفِ تہجی کی ترتیب صوتی نہیں ہے :

اُردو رسم الخط پر یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ اِس کے حروفِ تہجی کی ترتیب سائنسی اور صوتی نہیں ہے نیز اُردو کا رسم الخط بھی غیر سائنسی اور غیر صوتی ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ رقم طراز ہیں:

> ہمارے نظامِ تہجی پر آوازوں کی بے ترتیبی کا بھی اعتراض ہے مگر یہ بے بنیاد بات ہے، اس لیے کہ خود رومن کی ترتیب سائنسی نہیں۔ سائنسی ترتیب یہ چاہتی ہے کہ تدریسی آسانی کے لحاظ سے آوازیں سب سے پہلے لبوں سے پھر دانتوں کے پیچھے سے، پھر تالو کے اگلے حصے سے، اسی طرح جاتے جاتے آخر میں گلے اور ناک کے اندر سے نکلیں اور اِسپر ٹو والوں نے کچھ اس کا انتظام بھی کیا تھا مگر رومن کا تو یونہی رعب دیا جاتا ہے۔ اس میں بھی تو یہ ترتیب نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ عربی تہجی آوازی ترتیب پر کم، شکل و صورت کی مماثلت کے اصول پر زیادہ قائم ہے، کیونکہ خط کا مقصد سب سے پہلے اہل زبان بچوں کو تحریر سکھانا ہے نہ کہ تقریر۔ اہل زبان کی ضرورتیں ملفوظی نہیں ہوتیں مکتوبی ہوتی ہیں۔''

یہ حقیقت ہے کہ عربی رسم الخط کی ابجدی، حلقی اور ترتیب ابتث کا مقصد ہی تدریس و تعلم کی آسانی تھا۔ جب ابجدی اور حلقی ترتیب سے مشکلات کم نہ ہوئیں تو ترتیب ابتث اختراع کی گئی۔ یہ صوری ترتیب در حقیقت تعلیمی و تدریسی ترتیب ہے۔

اُردو حروفِ تہجی کی ترتیب میں لغات بھی انتشار کا شکار ہیں۔ عقیل عباس جعفری نے اِس تضاد و انتشار کو ایک جدول کے ذریعے ظاہر کیا ہے۔ اُن کے الفاظ میں:

اِس جدول کی تیاری میں حسب ذیل لغات سے مدد لی گئی ۔اُردو لغت (تاریخی اصول پر)،فرہنگ آصفیہ، نور اللغات،مہذب اللغات،جامع اللغات،نسیم اللغات اور علمی اُردو لغت: [۱۲]

نمبر شمار	اردو لغت (تاریخی اصول پر)	فرہنگ آصفیہ	نوراللغات	مہذیب اللغات	جامع اللغات	نسیم اللغات	علمی اُردو لغت
۱	ا۔آ	آ۔ا	ا۔آ	ا۔آ	آ۔ا	ا۔آ	ا۔آ
۲	ن۔ں	ں۔ن	ں۔ن	ں۔ن	ں۔ن	ں۔ن	ں۔ن
۳	ـَ،ـِ	ـِ،ـَ	ـَ،ـِ	ـَ،ـِ	ـِ،ـَ	ـَ،ـِ	ـَ،ـِ

اِس تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ مرتبینِ لغات کسی ایک ترتیب و تعینِ حروف پر متفق نہیں۔یہ اختلاف اُردو قاعدوں کی تدوین اور اُردو زبان کی تدریس کو متاثر کرتا ہے۔

تدریس کے لحاظ سے حروف کی ترتیب کے ضمن میں ماہرین نے تجاویز دی ہیں:

ڈاکٹر ممتاز منگلوری کچھ محققین کے خیال میں حروف کی ترتیب تعددِ استعمال (Frequency) کے حوالے سے ہونی چاہیے۔جو ان کی تحقیق کے مطابق یوں بنتی ہے:

ا ے ن ر ی ک و ہ م ل ت س ب د پ گ ج چ ش ع آ ح تھ ق خ ڑ ز ف کھ ٹ بھ ص چھ ض ط گھ
دھ ٹھ پھ غ ڑھ جھ نھ ث ڈ ذ ظ مھ ڈھ ژ رھ لھ۔ [۱۳]

"تعلیم سب کے لیے" کے عنوان سے ایک قاعدہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اور ایجوکیشن فار آل کے تعاون سے خواندگی مرکز کے لیے ۲۰۰۲ء میں ڈاکٹر عطش درانی اور اُن کی ٹیم نے مرتب کیا۔اِس میں کہا گیا کہ :

اُردو قاعدوں کی تیاری میں بڑی خامی یہ رہی ہے کہ اُردو حروفِ تہجی کو حروفِ املا سمجھنے کی بجائے حروفِ اصوات قرار دینے کی کوشش کی گئی۔اکثر قاعدوں میں حروفِ ابجد کی ترتیب سے تدریس کا آغاز کیا گیا۔تعدد حروف کی ایک تحقیق ۱۹۵۸ء میں ڈاکٹر محمد افضل نے کی تھی۔پھر ڈاکٹر ممتاز منگلوری (۱۹۸۲ء) نے اور پھر نادرا

اور مقتدرہ قومی زبان کے تعاون سے بھی حروف استعمال کی ایک اور تحقیق (۱۹۹۹ء) انجام دی گئی جس کی بنیاد پر کمپیوٹر کا کلیدی تختہ وجود میں آیا۔ اِن تحقیقات کی روشنی میں ۲۰۰۱ء میں ایک ورک شاپ میں یہ قاعدہ وجود میں آیا :

۱۔ جو دیکھو وہ بولو، جو سنو وہ پڑھو، جو پڑھو، وہ لکھو۔

۲۔ تعدد استعمال کے لحاظ سے حروفِ تہجی کی تدریس کی جائے۔

۳۔ ہم صوت حروف کو قریب قریب رکھا جائے۔

۴۔ نئے حروفِ تہجی 'وھ' اور 'نھ' کو بھی شاملِ تدریس کیا جائے جو اکثر کتابوں اور لغات میں موجود ہیں۔

۵۔ ہر حرف کے ساتھ تقویتی الفاظ دیکھنے (سننے، بولنے کے لیے) اور تقویتی الفاظ (لکھنے، پڑھنے کے لیے) دیے جائیں۔

۶۔ ہر حرف کے ساتھ الفاظ اور جملے بنانا سکھائے جائیں۔

چناں چہ اس قاعدے کی ترتیبِ حروف مندرجہ ذیل رکھی گئی۔

اآب بھ ی ے پ پھ وت تھ ج جھ د دھ ک کھ خ ق ل لھ م مھ ن نھ ں ٹ ٹھ ڈ ڈھ ط ہ ح ف س ث ص ش چ چھ ع ءذ ز ض ظ ڑ غ گ گھ وھ نھ ۔[۱۴]

ڈاکٹر عطش درانی مذکورہ بالا ماہرین کی تعداد حروف کی تحقیق پر تبصرہ کرتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ :-

اگر ہر گروہ میں حروفِ تہجی کی روایتی ترتیب ملحوظ رکھی جائے، حروفِ علت پہلے لیے جائیں تو اس لحاظ سے ہم تعدد استعمال کی تدریسی ترتیب حسبِ ذیل قرار دیتے ہیں:

اآی ے وہ ر رھ ک کھ ن نھ ں نھ م مھ ب بھ ت تھ ل ل د دھ س پ پھ ج جھ ش ع ف ق گ گھ چ چھ ح خ ز ٹ ٹھ ث ڈ ڈھ ذ ڑ ڑھ ص ض ط ظ غ ژ ژ ۃ۔[۱۵]

محمد اسحق جلال پوری نے بھی گاباپبلیشرز کا زود آموز ابتدائی قاعدہ اور زود آموز اُردو قاعدہ (لازمی) میں ــــ۔ حروفِ تہجی کی ترتیب روایت سے ہٹ کر رکھی ہے اور حروف علت سے آغاز کیا ہے۔ تعارف میں لکھتے ہیں: ''پڑھنے اور لکھنے کی مہارتوں کی مشق کو سادہ اور آسان بنانے کے لیے پہلے وہ حروف تہجی پڑھائے گئے ہیں جو لکھنے میں بھی سادہ اور آسان ہیں''۔[۱۶]

ڈاکٹر مسعود حسین خاں نے حروفِ تہجی کی صوتیاتی ترتیب پیش کی۔ لکھتے ہیں :

ذیل میں اُردو آوازوں کی نئی ترتیب پیش کی جا رہی ہے۔ یہ صوری نہیں صوتی ہے اور اس کو مرتب کرتے وقت دیوناگری رسم الخط کی خوبیوں اور ''بین الاقوامی انجمن صوتیات'' کے اصولوں کو سامنے رکھا گیا ہے۔

حروفِ صحیح

ک	چ	ٹ	ت	پ
کھ	چھ	ٹھ	تھ	پھ
گ	ج	ڈ	د	ب
گھ	جھ	ڈھ	دھ	بھ
×	×	×	ن	م
خ	ش	×	س	ف
غ	ژ	×	ز	×
×	×	ڑ	ر	×
ـ	ـ	ڑھ	×	×
ق	×	×	×	×
ہ	ی	×	ل	×

اشارات

یہ ترتیب دیوناگری رسم الخط کو سامنے رکھ کر کی گئی ہے۔ جو ترتیب کے اعتبار سے مکمل رسم الخط مثلاً ک حلقی ہے۔ اس کے بعد (ج۔ ٹ۔ ت۔ پ) آتی ہیں جو علی ترتیب حنکی (تالوی)، کوزی (پیچھے کو مڑی ہوئی) دندانی اور شفی (لبی) آوازیں ہیں۔ یہ سب غیر مسموع (Voice Less) آوازیں ہیں۔ جو محض سانس سے ادا کی جاتی ہیں اور جن کو نکالتے وقت گلے کے پردوں میں تھرتھراہٹ پیدا نہیں ہوتی۔ اس نہج پر بعد کو مسموع آوازوں (گ۔ ج۔ ڈ۔ وغیرہ) کو مرتب کیا گیا ہے۔ یہ آوازیں 'ہ'

مخلوط کے ساتھ مل کر نئی آوازوں (کھ۔ ٹھ۔ تھ۔ پھ، گھ۔ جھ۔ ڈھ۔ بھ) کو جنم دیتی ہیں۔ان کی بھی ہندی رسم الخط کے انداز ترتیب دی گئی ہے۔[۱۷]

اُردو لغت بورڈ کی ترتیب یوں ہے: آ ا ب بھ پ پھ ت تھ ٹ ٹھ ث ج جھ چ چھ ح خ د دھ ڈ ڈھ ذ ر رھ ڑ ڑھ ز ژ س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک کھ گ گھ ل لھ م مھ ن نھ و ہ ء ی ے۔[۱۸]

مدیرِ لغت یوں توجیہہ کرتے ہیں: ہم نے پہلی جلد کا آغاز الف مقصورہ سے کیا ہے جب کہ دوسری تمام لغاتِ متداولہ خواہ وہ فارسی کی ہوں یا اُردو کی الف ممدودہ سے شروع ہوتی ہیں۔ دراصل الف ممدودہ دو الف کے برابر اور الف مقصورہ کی ہی ممدودہ شکل ہے۔ لہٰذا ہمارے خیال میں اُردو کا پہلا حرف الف مقصورہ ہی ہے۔[۱۹] فی الوقت اُردو لغت بورڈ کراچی کی مذکورہ بالا ترتیب ہی مروج ہے اور پاکستان کے تمام ٹیکسٹ بک بورڈ کے قاعدے اِسی ترتیب سے شائع ہوتے رہے ہیں۔ علمی اُردو لغت مرتبہ وارث سرہندی اور فرہنگِ تلفظ مرتبہ شان الحق حقی اِسی ترتیب کے ساتھ شائع ہوئے ہیں۔ بقول ڈاکٹر ابو محمد سحرؔ:

> عربی حروف تہجی کا صوری اندازِ ترتیب کچھ ایسا عجیب و غریب و ناقص نہیں ہے۔ یہ صوتیاتی اندازِ ترتیب کی مشکلات کے تجربے کے بعد وجود میں آیا تھا۔ ابتدا میں عربی حروف تہجی کی ترتیب آرامی اَبجد یعنی اَبجد، ہوَز، حطیّ، کلمن، سعفص اور قرشت کے مطابق تھی۔ ان میں ثخذ اور ضظغ کا اضافہ کیا گیا۔ یہ ترتیب نہ صوری تھی اور نہ صوتیاتی۔ خلیل بن احمد نے ان کو حلقی (صوتیاتی) انداز پر ترتیب دیا۔ لیکن اس سے دشواریاں دور نہیں ہوئیں، خصوصاً حروف کے یاد رکھنے میں آسانی نہیں ہوئی۔ بالآخر ابنِ مقلہ نے حروفِ تہجی کو صوری انداز سے ترتیب دیا اور یہ ترتیب جو ترتیبِ ابتث کہلاتی ہے اس قدر مقبول ہوئی کہ ابجدی اور حلقی ترتیبیں ختم ہو گئیں۔[۲۰]

سید وقار عظیم کے مطابق: اُردو حروفِ تہجی کی ترتیب میں یہ التزام ہے کہ ہم شکل اور ہم قافیہ حروف ساتھ ساتھ ہیں۔ تاکہ کہ نکات کے تغیر و تبدل سے ایک دوسرے کو باآسانی شناخت کیا جا سکے۔ یہ خوبی ہے جس میں جمالیاتی و شعری ذوق کی تسکین موجود ہے[۲۱]۔ شمس الرحمن فاروقی کے نزدیک: حروفِ تہجی کا وہی معاملہ ہے جو معنی و املا کا ہے۔ یعنی جو رائج ہو جائے وہی درست ہے۔ ہم اُردو والے غیر ضروری طور پر اپنے حروفِ تہجی کی ترتیب اور تعداد میں اصلاح کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اِس سے انتشار پیدا ہوتا ہے۔ لسانیات کچھ بھی کہے رواجِ عام سب پر مرجع ہے۔[۲۲]

حروف کی آوازوں اوران کی حرکات میں باریک فرق کو علامتوں کے ذریعے ظاہر کر کر کے تلفظ کی سو فی صد درست ادائی ممکن نہیں۔اور لفظ کی تحریری صورت اس کے تلفظ کا بالکل صحیح عکس نہیں، بلکہ یہ صرف ایک علامت ہے،جو تلفظ کی طرف ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ہاں رسم الخط کے استحکام کے لیے لازم ہے کہ ہر حرف اور لفظ کی مکتوبی صورت ایک ہو۔ حرف وصوت کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے بین الاقوامی سطح پر رومن رسم الخط کی بنیاد پر صوتی حروف تہجی اختراع کیے گئے اوراس میں مختلف علامات کااضافہ کرکے اسے اس قابل بنانے کی کوشش کی گئی کہ وہ تمام زبانوں کی آوازوں کااحاطہ کرسکے۔ انٹر نیشنل فونیٹک ایسوایشن نے اپنے کتابچے میں دنیا کی ۵۱ زبانوں کا تحریری نمونہ بین الاقوامی صوتی رسم الخط میں پیش کیا ہے۔اس میں ہر زبان کے لیے بعض مخصوص علامات کی توضیح کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ مختلف انسانی آوازوں کا ایک اصول کے تحت احاطہ ناممکن ہے۔کوئی رسم الخط بھی تلفظ کی بعینہٖ ترجمانی نہیں کرسکتااور بالفرض تلفظ کا مسئلہ حل کرلیا جائے تو بھی لہجے کے تنوع اوراختلافات کو ظاہر کرنا ناممکن ہے۔لہجے کے تغیر کے ساتھ نئی علامات کاوضع کرنامزید پیچیدگی ، پریشانی اور انتشار کو جنم دیتاہے۔بقول سید مسعود الحسن رضوی مرحوم :صوتی رسم الخط کو جتنا مکمل کرنے کی کوشش کی جائے گی اتنی ہی حرفوں اور علامتوں کی تعداد بڑھتی جائے گی اور اتنا ہی اُن کا یادرکھنا مشکل ہو جائے گا۔ اِنھی دقتوں سے بچنے کے لیے ہر زبان کی تحریر میں عملی آسانی کو صوتیاتی صحت پر مقدم رکھنا پڑتا ہے۔[۲۳]

گذشتہ مباحث سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ رسم الخط میں تبدیلی بہت پیچیدہ اور کم فہمی کا معاملہ ہے۔برنارڈ شاہ مروج انگریزی رسم الخط کی مسلسل مخالفت کرتا رہا۔اس نے آئندہ ریسرچ کے لیے ایک ٹرسٹ قائم کیا۔اس ٹرسٹ کے ماتحت کام کرنے والے محققین نے سفارش کی کہ موجودہ رسم الخط بدل دیا جائے۔[۲۴]

Julion Gold مشہور ماہر رسم الخط ہے۔اس کا ایک مضمون انگریزی رسالہ Secretary میں چھپا تھا۔ وہاں سے نقل کرکے پاکستان ٹائمز نے شائع کیا۔اس مضمون میں اس نے رومن رسم الخط کی شدید مخالفت کی اور پرزور سفارش کی کہ یا تو حروفِ تہجی میں زبردست تبدیلیاں کی جائیں یا موجودہ رسم الخط کو یکسر ترک کردیا جائے۔[۲۵] مظفر علی سید نے انگریزی کے ساتھ فرانسیسی میں بھی انگریزی جیسی بے ضابطگی کی نشان دہی کی ہے:

> مغرب کی کم از کم دو بڑی زبانوں انگریزی اور فرانسیسی پر صوتیاتی تحقیق کا کم از کم کوئی خاص اثر مرتب نہیں ہو سکا۔فرانسیسی زبان کے بارے میں تو یہ تک کہا جاتا ہے کہ اس کے املا میں کم وبیش دس فی

صدی حروف صرف مکتوبی ہوتے ہیں اور جو ملفوظی ہوتے ہیں، ان کا بھی تحریری علامتوں سے رشتہ خاصا بے قاعدہ ہوتا ہے۔ یہ اس زبان کا احوال ہے جس کو یورپ کی معزز ترین اور مہذب لوگوں کی اختیاری زبان کہا جاتا ہے۔[۲۶]

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر انگریزی اور فرانسیسی حرف وصوت کی عدم مطابقت اور اتنی کمزوریوں کے باوجود ترقی کر رہی ہیں تو اُردو کیوں نہیں کر سکتی؟ ہمارا بیش قیمتی ادبی خزانہ اسی رسم الخط میں محفوظ ہے۔ رسم الخط کے بدل جانے سے ہم اپنی ادبی اساس اور تہذیب وثقافت سے محروم ہو جائیں گے۔ لاکھوں ادبی، مذہبی، علمی اور فنی کتابوں بے کار ہو جانا اور آئندہ نسلوں کا ان سے محروم ہو جانا ایک قومی المیے سے کم نہیں، جس کی تلافی ممکن نہیں۔ مندرجہ بالا اعتراضات عربی وفارسی رسم الخط پر بھی ہو سکتے ہیں۔ اس لیے کہ رسم الخط اُردو انھی رسم الخطوط سے ماخوذ ہے۔ صرف مقامی آوازوں اور مزاج کی مناسبت سے چند حروف وعلامات کا اضافہ کیا گیا ہے لیکن جہاں تک ترکیبی اور تشکیلی ساخت کا تعلق ہے، مثلاً جوڑ، شوشے، مرکز (کشش)، دائرے اور کرسی (نشست) وغیرہ کا تعلق ہے، وہ سب میں یکساں ہیں۔ تینوں زبانیں دائیں سے بائیں لکھی جاتی ہیں۔ تینوں میں ٹائپ وطباعت کے مسائل ایک جیسے ہیں لیکن آج تک کسی نے عربی وفارسی رسم الخط کو ناقص ٹھہرا کر تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کی اور نہ ہی کسی نے یہ خیال ظاہر کیا کہ رسم الخط کا نقص عربی وفارسی کی ترقی میں رکاوٹ ہے۔ اس مرحلے پر اہلِ اُردو کے لیے رسم الخط کو تبدیل کرنا علمی تباہی اور تہذیبی خودکشی کے مترادف ہے۔ اس عمل سے ہم ماضی وتاریخ سے لاتعلق اور اپنے علمی وتہذیبی ورثے سے بیگانہ ہو جائیں گے۔ زبان اور ادب کا سرمایہ جو صدیوں کی کاوش، دن رات کی محنت اور برصغیر کے ہر خطے کے باسیوں کی مسلسل جدوجہد کے نتیجے میں جمع ہوا، اوراقِ پارینہ ہو جائے گا۔ علوم وفنون کے خزانے جو بہترین دماغوں کی عرق ریزی سے ہمارا قابل فخر سرمایہ ہیں، طاقِ نسیان ہو جائے گا۔ ان معروضات کی روشنی میں اس نتیجہ پر پہنچنا بہت آسان ہو جاتا ہے کہ اُردو رسم الخط میں تبدیلی واصلاح کی کوششوں میں اپنی توانائیاں صرف کرنے کے بجائے اس کی ترویج وترقی کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔

حوالہ جات

۱۔ غلام ربانی مجال، خواجہ، اُردو حروفِ تہجی کے مآخذ مطبوعہ ماہنامہ اخبارِ اُردو (اسلام آبا د: مقتدرہ قومی زبان، اگست ۲۰۰۵ء) ، ص9

۲۔ مسعود حسن رضوی، پروفیسر، اُردو رسم خط کی علمی حیثیت (مضمون)، مشمولہ اُردو میں لسانی تحقیق، مرتبہ ڈاکٹر عبدالستار دلوی (لاہور: بک ٹاک، میاں چیمبرز، 3- ٹمپل روڈ)، ص ۳۸۹

۳۔ عتیق احمد صدیقی، رسم الخط اور زبان کا تعلق، مشمولہ اُردو رسم الخط (انتخاب مقالات) مرتبہ شیما مجید (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۹ء)، ص ۳۸۲۔۳۸۳

۴۔ مسعود حسن رضوی، پروفیسر، اُردو رسم خط کی علمی حیثیت (مضمون)، مشمولہ اُردو میں لسانی تحقیق، مرتبہ ڈاکٹر عبدالستار دلوی (لاہور: بک ٹاک، میاں چیمبرز، 3- ٹمپل روڈ)، ص ۳۸۹

۵۔ ابو محمد سحر، ڈاکٹر، اُردو رسم الخط اور املا: ایک محاکمہ (بھوپال: مکتبۂ ادب، ۱۹۹۹ء)، ص ۲۳

۶۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، تدریسِ اُردو (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان،، ۲۰۰۳ء)، ص ۵۶۔۵۷

۷۔ مرزا خلیل احمد بیگ، ڈاکٹر، لسانی تناظر (نئی دہلی: باہری پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء)، ص ۳۰۲۔۳۰۳

۸۔ اسلم پرویز، ڈاکٹر، اُردو رسم الخط کا ساختی تجزیہ، مطبوعہ ماہنامہ اخبار اُردو (اگست ۱۹۸۹ء)، ص ۲۵

۹۔ نعیم خیالی، اُردو کی بین الاقوامی حیثیت، ادارہ لسانیات (قاضی پورہ بہرائچ اترپردیش، ۱۹۸۲ء)، ص ۱۰۶

۱۰۔ سید قدرت نقوی، مرتبہ لسانی مقالات (حصہ اول) (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۸ء)، ص ۱۸۰

۱۱۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، اُردو رسم الخط کی فلسفیانہ بنیادیں (مضمون) مشمولہ اردو رسم الخط (انتخاب مقالات) مرتبہ شیما مجید (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۹ء)، ص ۲۷۲

۱۲۔ عقیل عباس جعفری، اُردو کے حروف تہجی کی ترتیب، مطبوعہ ماہنامہ اخبار اُردو (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، اگست ۲۰۰۴ء)، ص ۲۰

۱۳۔ بحوالہ عطش درانی، ڈاکٹر، اُردو قاعدے میں تعددِ حروف کی بنیادیں، مطبوعہ اخبار اُردو (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ستمبر ۲۰۰۲ء)، ص ۵

۱۴۔ عطش درانی،ڈاکٹر،اُردو قاعدے میں تعددِ حروف کی بنیادیں، مطبوعہ اخبار اُردو (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ستمبر ۲۰۰۲ء)، ص۵

۱۵۔ ایضاً، ص۹

۱۶۔ محمد اسحٰق جلالپوری، زود آموز، ابتدائی قاعدہ، گابا ایجو کیشنل بکس (کراچی: سن ندارد،) ص تعارف

۱۷۔ مسعود حسن خان، ڈاکٹر، اُردو زبان وادب (علی گڑھ: ایجو کیشنل بک ہاؤس، ۱۹۸۳ء)، ص ۱۷۲۔۱۷۱

۱۸۔ نسیم امروہوی، مولانا، اُردو لغت تاریخی اصول پر (جلد اول) ترقی اُردو بورڈ کراچی، ۱۹۷۷ء، ص ذ

۱۹۔ ایضاً، ص ب

۲۰۔ ابو محمد سحر، ڈاکٹر، اُردو رسم الخط اور املا: ایک محاکمہ، مکتبہ ادب بھوپال، ۱۹۹۹ء، ص ۱۷۔۱۸

۲۱۔ سید وقار عظیم، مشمولہ، لسانی مقالات (حصہ اول)، مرتبہ سید قدرت نقوی (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان،، ۱۹۸۸ء)، ص ۱۸۰

۲۲۔ شمس الرحمن فاروقی، لغات روز مرہ آج (کراچی: ۲۰۰۳ء)، ص ۴۶

۲۳۔ مسعود حسن رضوی ادیب، پروفیسر، اردو رسمِ خط کی علمی حیثیت (مضمون) مشمولہ **اردو میں لسانیاتی تحقیق (لاہور: بک ٹاک، میاں چیمبرز، 3 ٹمپل روڈ)، ص ۳۹۲**

۲۴۔ محمد طاہر فاروقی، پروفیسر، ہمارا رسم الخط (مضمون) مشمولہ اُردو رسم الخط (انتخاب مقالات) مرتبہ شیما مجید (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۹ء)، ص ۳۲۷

۲۵۔ پاکستان ٹائم ۱۹ (اپریل ۱۹۵۹ء)

۲۶۔ مظفر علی سید، حرف وصوت کا رشتہ (مضمون) مشمولہ املا اور موز او قاف کے مسائل مرتبہ اعجاز راہی (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵ء)، ص ۹۷

Bibliography

Abdus Sattar Dilvi, Dr (Muratab), Urdu Mein Lasani Tehqeeq, (Lahore: Book Talk, Miyan Chambers, 3 -Temple Road, 2018)

Abu Muhammad Sahar, Dr, Urdu Rasm ul khat aur Imla: Aik Muhaakma (Bhopal: Maktaba Adab, 1999)

Akhbar e Urdu (Mahnamah), (Islamabad: Muqtadira Qaumi Zabaan, August 1989)

Ibid. September 2002

Ibid.(August 2004)

Ibid.(August 2005)

Ejaaz Raahi (Muratab), Imla wo Ramooz e Auqaaf ke Masail,(

Islamabad:Muqtadira Qaumi Zabaan, 1995)

Farmaan Fatah Poori, Dr, Tadrees e Urdu, (Islamabad: Muqtadira Qaumi Zabaan, 2003)

Masoud Hassan Khan , Dr, Urdu Zabaan o Adab, (Ali Garh:Educational Book House, 1983)

Mirza khalil Ahmed Baig, Dr, Lisani Tanazur, (New Delhi :Baahri Publications, 1997)

Muhammad Ishaq Jalalpuri, Zood Aamoz, Ibtidayi Qaida,(Karachi:Gaba Educational Books)

Naeem Khayaali, Urdu ki Bain ul Aqwami Hesiyat, Idaara Lisaniat, (Utar Pardesh:Qaazi Poora, 1982)

Pakistan Time (19 April 1959)

Syed Qudrat Naqvi (Muratab), Lisani Maqalat (Hissa Awwul), (Islamabad : Muqtadira Qaumi Zabaan, 1988)

Syed Waqar Azeem, Mashmoola, Lasani Maqalat (Hissa Awwul), Muratibba Syed Qudrat Naqvi,

(Islamabad: Muqtadira Qaumi Zabaan, 1988)

Shams Ur Rehman Farooqi , Lughaat e Roz Marrah,(Karachi :Aaj, 2003)

Shima Majeed (Muratab), Urdu Rasam ul Khat (Intikhab Maqalat),

Islamabad:Muqtadira Qaumi Zabaan, 1989)

Urdu Lughat Tareekhi Usool Par (Jild Awwul),(Karachi: Taraqqi Urdu Board , 1988)